

## 69822- مرد کے لیے بال لمبے رکھنا اور چٹیا بنانے کا حکم

### سوال

میرا خاوند کرتا ہے کہ میں اس کے سر کے بالوں کی چٹیا بناؤں میں نے اس سے اس کے متعلق شرعی حکم معلوم کیا تو اس نے مردوں کے بالوں کی چٹیا کے متعلق بعض علماء کرام کے اقوال بیان کیے تو کیا یہ صحیح ہے؟

میں یہ سوال اس لیے کر رہی ہوں میں اسے نہیں مانتی، لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا اس میں کوئی دوسرا راستے بھی پائی جاتی ہے، کیونکہ میرے لیے یہ معاملہ بہت ہی عجیب ہے

؟

### پسندیدہ جواب

بال لمبے کرنا ایسی سنت نہیں کہ اس پر مسلمان شخص کو اجر و ثواب حاصل ہو، کیونکہ یہ عادات میں شامل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال لمبے بھی رکھے، اور انہیں مونڈا بھی، اور اسے لمبے کرنے میں کوئی اجر و ثواب نہیں رکھا، اور نہ ہی اسے مونڈنے میں کوئی گناہ، لیکن صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں کا خیال رکھنے اور انہیں سنبھالنے کا حکم دیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کے بال ہوں تو وہ ان کی تکریم کرے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (4163) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (10/368) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"میں حیض کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کو کنگھی کیا کرتی تھی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (291).

تازیل بالوں کو کنگھی کر کے کھولنے کو کہا جاتا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کا نوں کی لوٹک پیچ رہے ہوتے تھے، اور بعض اوقات کا نوں اور گردن کے درمیان، اور بعض اوقات کندھوں کے ساتھ گلگ رہے ہوتے تھے، اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بال لمبے رکھتے تو ان کی چار چٹیا بناتے تھے.

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں پر پڑ رہے ہوتے تھے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5563) صحیح مسلم حدیث نمبر (2338).

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال آپ کے کانوں اور گردن کے درمیان ہوا کرتے تھے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5565) صحیح مسلم حدیث نمبر (2338).

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں کے نصف تک تھے"

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال و فرہ سے بڑے اور جمٹے سے پھوٹے تھے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1755) سنن ابو داود حدیث نمبر (4187) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ال渥فہ: جب سر کے بال کانوں کے نچلے حصہ تک پہنچ جائیں تو انہیں وفرہ کہا جاتا ہے۔

ابجۃ: جب سر کے بال کندھوں پر گرنے لگیں تو انہیں جمہ کہا جاتا ہے۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ تشریف لائے تو آپ بالوں کی چار میڈیاں (چٹیاں) بنی ہوتی تھیں"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1781) سنن ابو داود حدیث نمبر (4191) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (3631) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح اباری میں اسے حسن اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے "مختصر الشسائل" (23) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

الغفار: ضفار یعنی چٹیاں کو کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"حدیث حسن پر دلالت کرتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کندھوں کے قریب ہوا کرتے تھے یہ غالب حالات میں تھے، اور بعض اوقات اس سے بھی لبھے ہو جاتے حتیٰ کہ اس کی چٹیاں بنائی جاتیں، جیسا کہ ابو داود اور ترمذی نے حسن سند کے ساتھ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ تشریف لائے تو آپ کے بالوں کی چار چٹیاں تھیں"

اور ایک روایت میں ضفار کے الفاظ میں۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں اربع غدار یعنی مغار کے الفاظ ہیں۔

اور یہ اس حالت پر محدود ہے جس میں سفر و غیرہ کی بنابرالوں کا دھیان نہیں رکھا جاتا "انتہی مختصر"۔

ویکھیں: فتح الباری (360/10).

یہ معاملہ اس دور میں معروف اور مقبول تھا، اور لوگ اس سے متعارف تھے، اس لیے جب عرف مختلف ہوا اور مسلمان شخص کسی ایسی بگہ ہو جان کے رہنے والے لوگ اس پر زیادتی نہ کریں، یا پھر وہ اس ایسا کرنے والے کو فاسق قسم کے لوگوں کے ساتھ مشاہد کرنے والا سمجھیں تو پھر یہ عمل نہیں کرنا چاہیے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"سر کے بالوں کو لمبا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بعض اوقات کندھوں تک لبے ہو جاتے تھے، تو یہ اپنی اصل پر ہی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے باوجود یہ عادات اور عرف کے تابع ہے، اس لیے اگر کسی معاشرے اور عرف میں یہ عادت ہو کہ وہاں لبے بال صرف ایک مخصوص غلط قسم کا گروہ رکھتا ہو، تو پھر اہل مروءۃ کے لیے ایسا نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ لوگوں کی عادات اور عرف نکلے اور گرے پڑے افراد سے آتی ہیں!"

اس لیے بال لبے رکھنے کا مسئلہ ان مباح اشیاء میں شامل ہوتا ہے جو لوگوں کی عادات اور عرف کے تابع ہے، لہذا جب لوگوں کی عادات اور عرف میں ہو کہ ہر شخص شریف اور غیر شریف افراد سب ایسا کرتے ہوں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر ایسا صرف گرے پڑے لوگ ہی کرتے ہوں تو پھر شرف و مقام اور مرتبہ رکھنے والے شریف افراد کو ایسا نہیں کرنا چاہیے، اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ سب سے افضل اور اعلیٰ مقام و مرتبہ رکھتے ہیں ان کے بال لبے تھے، کیونکہ اس مسئلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ بال رکھنا سنت اور عبادت میں شامل نہیں، بلکہ یہ عادات اور عرف کے تابع ہے"

فتاویٰ نور علی الرب.

اس لیے آپ کے خاوند کا کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی چار چیزیں صحیح ہے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ ایسی سنت ہے جس پر اسے اجر و ثواب حاصل ہوگا، بلکہ اس میں لوگوں کی عادات اور عرف کا خیال کیا جائیگا، اکثر علاقوں اور ملکوں میں اب عادات اور عرف بدل چکی ہیں، جو کہ قدیم دور میں تھیں۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمارے دور کے لوگوں میں صرف فوجی ہی لبے بال رکھتے ہیں، ان کے کافوں اور گردن تک بال ہیں، اہل اصلاح اور اہل علم و عمل ایسا نہیں کرتے، حتیٰ کہ یہ ان کی علامت بن کر رہ گئی ہے، اور کافوں تک بال رکھنا ہمارے ہاں بے وقوف کی علامت بن چکی ہے! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"جس کسی نے بھی کسی قوم سے مشاہد اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے یا ان کے ساتھ اٹھایا جائیگا"

اس میں ایک قول یہ ہے کہ: جس نے بھی ان کے افعال میں ان کی مشاہد کی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: جس نے بھی شکل و شباہت میں مشاہد کی۔

آپ کے لیے یہی کافی ہے، تو یہ صاحبین اور نیک لوگوں کی راہ پر چلنے کا اجمالی ہے، چاہے وہ کسی بھی حالت میں ہوں، اور بال رکھنا یا مذہب اور روز قیامت کچھ فائدہ نہیں دینگے، بلکہ نیت اور اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا دی جائیگی، اس لیے بہت سے بغیر بالوں والے لوگ بہت اور اچھے ہیں، اور ہو سکتا ہے بالوں والا شخص بھی نیک و صالح ہو۔

التمہید (6/80).

خلاصہ یہ ہوا کہ :

اس میں عادت اور عرف کی پیر وی کرنی چاہیے، حتیٰ کہ مسلمان شخص ہنسی و مذاق کا شکار نہ ہو جائے، اور لوگوں کی غیبت کا باعث نہ بنے۔

واللہ اعلم۔